مسیح محمدیؐ کی غلامی میں مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ کا اعلان

دعوت الی اللہ کے کام کو تیز سے تیز تر کر دیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ رفروری ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ کریمہ تلاوت کیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ
اَلِيْمٍ ۝۱۱ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ
وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۲ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ
جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۳ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ
اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۴ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ
اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ
قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ
فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝۱۵ (الصّف: ۱۱ تا ۱۵)

پھر فرمایا:۔

گزشتہ جمعہ میں میں نے یہ مضمون کھول کر بیان کیا تھا کہ جمعہ کا ایک معنی جمع کرنے کے ہیں اور آخری زمانہ میں جب تمام دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کیا جانا مقدر

ہے اس کا ذکر سورۃ جمعہ میں ملتا ہے اور اٰخَرِيْنَ (الجمعہ:۴) میں ظاہر ہونے والے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جس غلام کامل کا ذکر سورہ جمعہ میں کیا گیا ہے اسی کے زمانہ میں تمام دنیا کو امت واحدہ بنانا مقدر ہو چکا تھا اور اسی کا ذکر ہے جو قرآن کریم کی دیگر آیات میں ملتا ہے جن میں آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ خوشخبری دی گئی کہ آپ کے دین کو لازماً دنیا کے تمام ادیان پر غالب کر دیا جائے گا لیکن یہ کیسے ہوگا اور اس ضمن میں وہ اٰخَرِيْنَ یعنی جماعت احمدیہ سے منسلک وہ سعید بخت روحیں جن کو خدا تعالیٰ نے اس عظیم الشان کام کے لئے منتخب فرمایا ہے وہ کیا کریں اور کیسے کوشش اور جدوجہد کریں کہ اس عظیم الشان بلند مقصد کو حاصل کرسکیں؟ عاجز بندے ہیں، بے اختیار ہیں، بے کس ہیں، بے بس ہیں، دنیا کے لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتے لیکن ایک بہت بڑا مقصد اور ایک بہت عظیم الشان فریضہ ہے جو مسیح موعود علیہ السلام کے ان عاجز غلاموں کے سپرد فرمایا گیا اسے کیسے حاصل کیا جائے گا؟ اس ضمن میں قرآن کریم نے جو طریق بتایا ہے وہ آج میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

سورہ جمعہ سے پہلے سورہ صف ہے اور الصّف اور الجمعہ کے مضامین ایک دوسرے سے گہرا رابطہ رکھتے ہیں۔ اور سورہ جمعہ میں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جس اذان کا ذکر ہے وہ تو ایک ایسی اذان بھی ہے جو ہر جمعہ کو ہر مسجد سے دی جاتی ہے لیکن ایک وہ عالمی اذان بھی ہے جس کو امام مہدی نے آنحضرت ﷺ کے دین کی طرف بلاتے ہوئے دینا تھا اور سورۃ الصّف میں اس امام مہدیؑ کے ظہور کا ذکر موجود ہے جس نے مسیح کی شکل میں احمد کی تمثیل بن کر اس دنیا میں آنا تھا۔ یہ ایک تفصیلی اور لمبا مضمون ہے لیکن اگر آپ سورۃ الصّف کا بغور مطالعہ کریں اور اس کے بعد سورۃ الجمعہ کے مضامین پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ الصّف میں جس غلام کامل حضرت محمد مصطفی ﷺ کی خبر دی گئی تھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کی احمد شان کا مظہر بن کر دنیا میں آئے گا اس کے سپرد جو عظیم الشان کام ہونا تھا وہ کیسے سرانجام پانا تھا؟ اس کا ذکر سورۃ الصّف میں تفصیل سے موجود ہے۔ اور سورۃ جمعہ میں بتایا گیا کہ وہ لازماً کامیاب ہوگا اور ایک ایسا وقت آئے گا کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا جائے گا۔

پس ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ سورۃ الصّف میں بیان کردہ اُن صفات پر غور کرے جو مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی صفات ہیں۔ جن کے متعلق فرمایا گیا کہ اگر تم یہ صفات اختیار کرو گے، یہ اطوار اپناؤ گے اپنی زندگی کو اس طرز پر ڈھال لو گے تو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ وہ فتح جو

بظاہر دور دکھائی دیتی ہے۔ وہ قریب لائی جائے گی اور وہ نصرت جس کے وعدے تم سے کئے گئے تھے تم اپنی آنکھوں کے سامنے اس کو دیکھ لو گے ۔ جو آیات قرآنیہ میں نے تلاوت کی ہیں یعنی جو سورۃ الصّف سے اخذ کی ہیں ان کا اب میں ترجمہ کرتا ہوں اس سے آپ کو کھلا کھلا وہ پیغام مل جائے گا جو آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کی آنے والی جماعت کی صفات کے طور پر کھول کر دیا۔ یہ کہنا کہ اس کا تعلق صرف مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے ہے درست نہیں اس لئے پیشتر اس سے کہ میں ان آیات کا ترجمہ کروں اس مضمون کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے اول اور سب سے آخر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے ساتھی ہیں ۔ تمام پیشگوئیاں جن میں احمد کی پیشگوئی بھی شامل ہے اول طور پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق ہی ہیں ۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کے متعلق یہ پیشگوئی ہے اور آپ کی صفات کا ذکر ہے تو ان معنوں میں نہیں کہ صرف آپ کے لئے یہ مخصوص تھیں اور کسی اور کے لئے نہیں بلکہ ان معنوں میں کہ یہ تمام پیشگوئیاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ؐ کے غلاموں کے لئے ہیں اور جو صفات حسنہ بیان ہوئیں وہ بھی آپ ؐ کے غلاموں پر صادق آتی ہیں لیکن آخرین کے پُل کے ذریعہ، آخرین کے رابطے کے ذریعہ جسے سورۃ جمعہ نے ہمارے سامنے رکھا آپ کو اولین سے ملایا گیا ہے اور ملانے کے معانی یہ تو بہر حال نہیں لئے جا سکتے کہ ایک وقت میں یا ایک جگہ پر اکٹھے ہو جائیں گے۔ نہ ہم جگہ کے لحاظ سے، نہ ہم وقت کے لحاظ سے ان اولین میں شامل ہو سکتے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں بارہا فرمایا گیا۔ پس ملنے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ صفات کے ذریعے ملنے کی صورت ہے، اخلاق کے ذریعے ملنے کی صورت ہے، کردار کے ذریعے ملنے کی صورت ہے اور لگن کے ذریعے ملنے کی صورت ہے ۔ پس یہی وہ مضمون ہے جو سورہ صف میں اس رنگ میں بیان فرمایا گیا کہ اولین پر تو ضرور صادق آیا لیکن آخرین پر بھی صادق آئے گا اور لازم تھا کہ صادق آتا کیونکہ اس کے بغیر آخرین کو اولین سے ملایا جانا ممکن نہیں پس اس وضاحت کے ساتھ اب آپ اس ترجمہ کو پیش نظر رکھیں جو میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں فرمایا۔

يَاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ⑪

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں ایک تجارت کی اطلاع نہ دوں۔ ایک تجارت کی

خبر نہ دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے گی۔ دنیا کی کوئی تجارت ایسی نہیں جو کسی کو دردناک عذاب سے بچا سکے۔ پس تجارتوں کے دور میں جبکہ دنیا کی توجہ بیع کی طرف ہو اس وقت ایک ایسی تجارت کی خوشخبری دینا جو ہر قسم کے دردناک عذاب سے نجات کی ضمانت دیتی ہو ایک بہت عظیم الشان خوشخبری ہے فرمایا وہ کیسے ہوگا؟ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ یہ تجارت اس طرح کی جاتی ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور پھر اُس کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کا جہاد کرو یعنی اس تجارت کو تم اس طرح پاؤ گے کہ تم خدا پر ایمان لاؤ گے اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ گے اور خدا اور اس کے رسول کی راہ میں اپنے اموال کا بھی جہاد کرو گے اور اپنی جانوں کا بھی جہاد کرو گے۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تمہیں پتا ہو کہ اس تجارت کے کیسے کیسے فوائد ہیں اگر تم اس تجارت کی حقیقت سے آگاہ ہو جاؤ تو تمہیں سمجھ آئے گی کہ یہ تجارت تمہارے لئے ہر دوسری چیز سے بہتر ہے۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ . یہ ایسی تجارت ہے جس میں بھلائی ہی بھلائی ہے اور کوئی نقصان کی بات نہیں۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کا یہ بھی معنی لیا جا سکتا ہے کہ کاش تمہیں علم ہوتا، کاش تم سمجھ سکتے اگر تم سمجھ سکتے تو ضرور یہ بات مان لیتے کہ اس تجارت میں بہت بڑے فوائد ہیں اور کچھ فوائد خدا اس کے بعد گن کر بتاتا ہے۔ فرمایا: يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔ اس تجارت کا ایک بڑا فائدہ تو یہ ہوگا کہ خدا تمہارے گناہوں سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ کون انسان ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ میں گناہ گار نہیں ہوں؟ جو گناہ گار نہیں تھے وہ بھی استغفار ہی کرتے رہے۔ سب سے بڑھ کر معصوم اور قطعی طور پر معصوم حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ذات تھی۔ آپؐ کا بھی لمحہ لمحہ استغفار میں گزرا۔ پس وہ لوگ جو حقیقۃً گناہوں میں ڈوبے پڑے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب کسی نہ کسی گناہ میں ملوث نہ ہو جاتے ہوں ان کے لئے کتنی بڑی خوشخبری ہے۔ فرمایا تم اس تجارت میں لگ جاؤ تو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے گناہوں سے صرف نظر فرمائیں گے اور انہیں بخش دیں گے ۔ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور ایسی جنتوں میں تمہیں داخل کریں گے جہاں نہریں بہتی ہوں۔ تمہارے قدموں تلے نہریں بہہ رہی ہوں۔ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور بہت ہی پاکیزہ گھر میسر ہوں ۔ فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۔ ایسی جنتوں میں جو ہمیشگی کی جنتیں ہیں کوئی عارضی مقام نہیں ہے، کوئی ایسا گھر نہیں ہے جو آج لیا اور کل بیچ دیا آج ملا

اور کل کسی نے باہر نکال دیا بلکہ ایسا گھر ہے جو ہمیشگی کا ہے اور کوئی اس میں سے تمہیں باہر نہیں نکال سکے گا۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اسے کہتے ہیں عظیم کامیابی یعنی یہ مقصد حاصل ہو جائے کہ انسان کے گناہ بخشے جائیں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اسے ہمیشگی کی جنتیں عطا ہو جائیں تو اسی کا نام فوز عظیم ہے۔ یہ فوائد ہیں جو اس تجارت سے ہیں جس کا اوپر ذکر کیا گیا لیکن ان فوائد کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے سے ہے۔ یعنی آخرت سے ہے۔ دور کے فوائد ہیں اگر چہ وہ دور ہر انسان کے قریب بھی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کس وقت وہ مر کر خدا کے حضور حاضر ہو جائے گا لیکن جو لوگ اس دور میں مگن رہتے ہیں ان کو وہ دنیا جو مرنے کے بعد نصیب ہونی ہے بہت دور دکھائی دیتی ہے۔ پس پہلے وہ فوائد بیان کئے جو حقیقی ہیں، جو اصلی ہیں جو لازماً نصیب ہوں گے اور ہمیشہ کے لئے ہوں گے اور اوّلیت ان ہی کو ملنی چاہئے لیکن پھر دنیا کے فوائد کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا کہ تمہیں جو برکتیں اس جہاد سے نصیب ہوں گی وہ صرف مرنے کے بعد نہیں ہوں گی بلکہ اس دنیا میں اپنی آنکھوں سے، اپنے جیتے جی تم اُن برکتوں کو دیکھ لو گے اور وہ کیا ہیں فرمایا: وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا اور ایک دوسری بڑی کامیابی تم کو یہ نصیب ہو گی جو تم دل وجاں سے چاہتے ہو اس سے تمہیں محبت ہے یعنی نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں نُصرت عطا ہو گی اور فتح تمہارے قریب لائی جائے گی۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اے محمد ﷺ! مومنوں کو بشارت دے دو کہ ایسا ہو گا اور ضرور ہو کر رہے گا۔

اب یہاں نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ کی جو خوشخبری ہے اسی کی تفصیل سورۃ النصر میں ہمیں یوں ملتی ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ کہ وہ وقت یاد کرو جب تم خدا کی نصرت اور فتح کو دیکھو گے۔ جب نصرت اور فتح تمہیں عطا کی جائے گی اور اس شکل میں کہ فوج در فوج لوگ خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہوں گے اور فرمایا کہ مومنوں کو سب سے زیادہ اس چیز سے محبت ہے۔ ہر وقت وہ چاہتے ہیں کہ ایسا ہو کاش ہم اپنی آنکھوں سے فتح کا وہ دن دیکھ لیں تو فرمایا جس تجارت کی طرف ہم تمہیں بلا رہے ہیں اس تجارت کے دائمی فائدے تو ہیں ہی جو لازماً نصیب ہوں گے لیکن تم تو چاہتے ہو کہ مرنے سے پہلے فتح اور نصرت کا دن بھی دیکھ لو۔ اگر یہی تمہاری تمنّا ہے، اسی مقصد سے تمہیں دلی محبت ہے تو فرمایا

جو تجارت کرنے کے لئے ہم تمہیں ہدایت دے رہے ہیں وہ تجارت کرو۔ اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ وہ نصرت اور فتح ضرور عطا فرمائے گا اور یہ یقین دلانے کے لئے فتح کو قریب لا کر دکھایا گیا کہ اگرچہ آخری زمانہ میں فتح دور دکھائی دے گی اور بظاہر ناممکن ہوگا کہ کوئی ایک نسل اپنی آنکھوں سے اس فتح کو دیکھ لے لیکن اگر اس تجارت میں مگن ہو جائے جس تجارت کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ اس فتح کو قریب کیا جائے گا۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں کو بشارت دو اعلان عام کر دو کہ خدا کے فضل کے ساتھ یہ ساری نعمتیں تمہیں عطا ہونے والی ہیں۔ اس کے بعد فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ۔ جس تجارت کا ذکر گزرا ہے اس تجارت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دو۔ كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ۔ تم خدا سے نصرت چاہتے ہو تو خدا کی نصرت تو کرو جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ نصرت کے لئے خدا کے حضور حاضر کر دو یعنی اپنی سب طاقتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نصرت کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہاری نصرت فرمائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسان اپنی ساری زندگی کے روزمرہ تجربہ میں دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے اگر کوئی شخص اپنا سب کچھ آپ کے حضور پیش کر دے تو فطری تقاضا ہے کہ آپ اپنا سب کچھ اس کو پیش کرنا چاہیں لیکن جب میں فطری تقاضا کہتا ہوں تو مراد ان لوگوں کا فطری تقاضا ہے جن کی فطرت سلیم ہو، جن کی فطرت پر میل نہ پڑ گئی ہو، جو وہی فطرت رکھتے ہوں جس فطرت پر پیدا کئے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر انسان کو صحیح سچی فطرت پر پیدا کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پر انسان کو پیدا کیا ہے۔ پس یہ جو مضمون ہے کہ اللہ کی فطرت پر انسان پیدا کئے گئے اس مضمون سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر آپ کی فطرت صحیح ہو اور اس میں دنیا کی ملونی کی وجہ سے گندگی شامل نہ ہوگئی ہو تو خدا تعالیٰ آپ سے جو سلوک کرے گا اسے پہچاننے کے لئے اپنے نفس کو پہچانیں۔ جو سلوک آپ خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں یہ دیکھیں کہ آپ وہ سلوک لوگوں سے کس صورت میں کیا کرتے ہیں اور لوگ وہ سلوک آپ سے کب کیا کرتے ہیں۔ پس اپنے نفس کو پہچاننے کے ذریعہ تم خدا کو پہچان سکو گے اور خدا تعالیٰ سے تعلقات کو درست کر سکو گے۔ پس یہ وہی مضمون ہے جو بیان فرمایا گیا پہلے فرمایا کہ نصرت تمہیں ضرور عطا ہوگی اگر تم وہ تجارت کرو جس کی طرف تمہیں بلایا جا رہا ہے لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا گیا کہ اس تجارت کے لئے شرط ہے کہ خدا کی خاطر مسیح کے انصار بنو۔ جو لفظی ترجمہ ہے وہ یہ ہے مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ کہ اللہ کے

مسیح نے کہا کہ کون ہے جو میرے انصار بنیں اللہ کے لئے ۔تو مراد یہ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام تو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا مسیح جو مسیح مہدی ہوگا۔حضرت محمد مصطفی ﷺ کے دین کو تمام دوسرے ادیان پر غالب کرنے کے لئے آئے گا تمہیں اس کا انصار ہونا پڑے گا اور انصار بھی دل و جان کے ساتھ جو کچھ تمہارے حضور ہے،تمہارے پاس ہے اس کے حضور حاضر کرنا ہوگا اپنی جان کے تحفے بھی پیش کرنا ہوں گے ۔اپنے اموال کے بھی تحفے پیش کرنا ہوں گے اور دن رات یہ لگن لگانی ہوگی کہ ہم جس طرح بھی بس چلے اور جو کچھ بھی ہمارا اختیار ہے ہم نصرت دین کے لئے اپنے آپ کو ناصر بنادیں اور خدا کی راہ میں ہم جو کچھ بھی خدمت کر سکتے ہیں وہ بجالائیں ۔

انصار اللہ میں ایک دائمی حالت کا ذکر فرمایا گیا ہے ۔اگر نصرت طلب کی جائے تو نصرت وقتی بھی ہوسکتی ہے لیکن مسیح ناصری کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے وقتی نصرت طلب نہیں کی تھی ۔ چند قربانیوں کی طرف نہیں بلایا تھا اُس نے کہا تھا کہ۔ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ کون ہے جو اللہ کی خاطر میرا مددگار بنتا ہے اور یہاں انصار سے مراد ہے ساری زندگی کے لئے مددگار بنا رہنا کسی عارضی مدد کے لئے پیش نہ کرنا بلکہ ہمیشہ کے لئے خادموں کی فہرست میں شامل ہو جانا۔چنانچہ اس مضمون کو سمجھتے ہوئے انہوں نے یہی جواب دیا کہ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ ان کے جواب میں یہ نہیں تھا کہ ہاں ہم اللہ کے لئے تیرے مددگار بنتے ہیں بلکہ وہ اس مضمون کو خوب سمجھ گئے تھے کہ مسیح کا مددگار بننا اور اللہ کا مددگار بننا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں ۔پس مسیح نے تو خوب وضاحت کر دی کہ اللہ کی خاطر میرے مددگار بنو۔جواب میں انہوں نے کہا نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ ۔ہاں ہم حاضر ہیں ہم اللہ کے مددگار ہیں، ہمیشہ اللہ کے مددگار رہیں گے تو مضمون ایک ہی ہے لیکن اختصار کے ساتھ بیان فرمایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ دونوں باتیں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں ۔

پس مسیح مہدی کے انصار بننا اور اللہ کے انصار بننا یہ دو مختلف چیزیں نہیں ہیں ۔فرمایا کہ جب تم تجارت کرو گے اور اس رنگ میں تجارت کرو گے تو پھر یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ ضرور تمہارا مددگار ہوگا اور وہ فتح جو تمہیں دور دکھائی دیتی ہے وہ تمہارے قریب لائی جائے گی ۔یہ وہ مضمون ہے جسے جماعت احمدیہ کو خوب اچھی طرح سمجھ کر اس پر عمل درآمد کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے اس کے بغیر ہم اگلی سورۃ میں دی گئی خوشخبری کے اہل نہیں ہوسکیں گے اور وہ سب سے بڑی خوشخبری یہ ہے کہ مسیح محمدیؑ

جب یہ اعلان کرے گا کہ میرے انصار بنوتو اس شان کے ساتھ اس کی آواز پر لبیک کہا جائے گا کہ خدا تعالیٰ سورہ جمعہ میں گواہی دیتا ہے کہ وہ لوگ جو آئندہ زمانے میں ظاہر ہونے والے مسیح کے انصار بنیں گے ان کو اولین سے ملایا جائے گا اور ان کو ایک ہی مقام پر جمع کر دیا جائے گا یعنی محمد مصطفی ﷺ کے اولین غلاموں کے ساتھ ان کو اکٹھا کر دیا جائے گا۔ پس کتنا بڑا انعام ہے، کتنی بڑی خوشخبری ہے جو آپ کے لئے، جو آخرین کی جماعت میں مقدر ہو چکی ہے جس کا قرآن کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر موجود ہے اور وہ طریق کار بھی بتا دیا گیا جس طریق پر آپ نے مسیح کی نصرت کرنی ہے اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے گا اور آپ کو بنی نوع انسان کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کی توفیق بخشے گا۔

اس ضمن میں مَیں بہت سے خطبات پہلے بھی دے چکا ہوں اور ان خطبات میں میں نے جماعت کی تنظیموں کو نصیحت کی تھی کہ آپ اس کام کو اس طرح مرتب کریں، اس طرح منصوبہ بندی کے ساتھ بجالائیں کہ تمام احمدی جن کے دل میں خدمت کا کچھ بھی جذبہ ہے وہ اس نظام سے وابستہ ہو جائیں اور اس سے استفادہ کریں اور پھر اس کی نگرانی رکھیں اور حتی المقدور کوشش کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھانا شروع کریں۔ میں نہیں جانتا کہ منتظمین نے یا اصلاح و ارشاد کے سیکرٹریوں یا دعوت الی اللہ کے سیکرٹریوں نے کس حد تک اس طرف توجہ کی یا امراء نے اپنے فرائض کو اچھی طرح سمجھ کر انہیں بجالانے کی کوشش کی۔ تمام دنیا کی جماعتوں میں مختلف ردعمل ہوں گے۔ کہیں کوئی امیر زیادہ مستعد ہیں کہیں کوئی امیر ذاتی طور پر دعوت الی اللہ سے قلبی تعلق رکھتے ہیں ایسی جگہوں میں یقیناً خدا کے فضل سے اچھے نتائج نکلے ہوں گے لیکن بہت سی ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں امراء کے پاس یا وقت نہیں ہے یا مزاج اور دماغ نہیں ہے کہ ان باتوں کو سن کر اس طرح ان پر عمل درآمد کریں یا بعض دفعہ ان کو ایسے مددگار میسر نہیں ہوتے جو ان کی باتوں کو سُن کر توجہ کریں اور ان کی مدد کریں۔ پس اسی لئے میں نے ان خطبات کے آخر پر دعا کی طرف توجہ دلائی تھی کہ تمام عہدیداران جو ان نصیحتوں پر عمل کرنا چاہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ یہ مدد مانگیں کہ:

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل:۸۱)

کہ اے میرے اللہ! مجھے اس اعلیٰ مرتبہ اور اس اعلیٰ مقام پر فائز فرما۔ مجھے اس اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اَدْخِلْنِیْ سے مراد مجھے داخل کر دے۔ مُدْخَلَ صِدْقٍ، سچائی کے ساتھ کس میں داخل کر دے؟۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اس مقام محمود کی طرف لے جا۔ اس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا دے جس کا تو محمد مصطفیٰ ﷺ سے وعدہ فرماتا ہے اور آپؐ کی غلامی میں اس کا کچھ نہ کچھ فیض ہمیں بھی میسر آتا ہے۔ ساتھ ہی میں نے توجہ دلائی کہ اس دُعا کا انجام یہ بیان فرمایا گیا اور آخرت پر یہ نتیجہ نکالا گیا کہ وَ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۔ میں کامیابی کی طرف کوئی بھی قدم کامیابی کے ساتھ اُٹھا نہیں سکتا جب تک مجھے تیری طرف سے کوئی مدد میسر نہ ہو جو سلطان ہو جو غالب آنے کی طاقت رکھتا ہو ایسا مددگار مجھے ضرور مہیا فرما کہ اس کے بغیر میرا سفر طے نہیں ہوسکتا تو یہاں بھی ایک نصیر کا ذکر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی نصرت کرنے کے لئے بھی ایک نصیر کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ نصیر ملکوتی طاقتوں سے تعلق رکھنے والا نصیر ہے۔ اگر چہ دنیا میں بھی یہ نصیر میسر آتے ہیں اور بارہا ہم نے ان دعاؤں کے نتیجہ میں انسانوں کو ان معنوں میں نصیر بنتے دیکھا ہے جن معنوں میں قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اول طور پر یہاں ملکوتی طاقتیں مراد ہیں یہاں جبرائیلؑ کی طرف اشارہ ہے اور جبرائیلؑ کے تابع جتنی قوتیں انسان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہیں اور اندھیروں سے نکالتی ہیں ان سب طاقتوں سے مدد مانگنے کی ایک التجا ہے جو اس دُعا میں کی گئی ہے۔

پس خدا تعالیٰ کی نصرت کرنے کے لیے بھی خدا تعالیٰ سے نصرت مانگنی پڑے گی۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کا مضمون آپ دیکھیں ہر جگہ پھیلا پڑا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ نہیں ہے جو اس دعا کے اثر سے باہر ہو۔

تو پہلی نصیحت میری آپ کو بھی یہی ہے جیسا کہ تمام عہدیداران کو کی تھی کہ بحیثیت احمدی ہر شخص کا کام ہے کہ وہ نصرت کے لئے تیار ہو اور نصرت کے لئے ہر وقت اللہ سے نصرت طلب

کرے۔ایک نصرت آغاز میں ہوگی اس کے نتیجہ میں آپ کو نصیر یا انصار بنایا جائے گا۔اور ایک نصرت اس کے بعد آئے گی جو اس کے نتیجہ میں ظاہر ہوگی اس مضمون کو آپ سمجھیں تو خدا تعالیٰ کی دو صفات کے مضمون کو آپ سمجھ لیں گے کہ خدا تعالیٰ اول بھی ہے اور آخر بھی ہے۔ پہلا بھی ہے اور سب سے بعد بھی ہے یعنی خدا کے بغیر کوئی برکت والی بات شروع ہو ہی نہیں سکتی اور جب آپ شروع کرتے ہیں تو ہر نیک انجام جو ظاہر ہوتا ہے ہر نیک نتیجہ جو نکلتا ہے اس میں بھی آپ خدا تعالیٰ کا تصور دیکھتے ہیں اور بالآخر خدا کو اپنی جزا دینے کیلئے آخر پر منتظر پاتے ہیں۔

پس نصیر بننے کے لئے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بار بار یہ دعا مانگنی ضروری ہے کہ اے خدا ہمیں نصیر عطا فرما یعنی روحانی طور پر ہمارے دلوں کو طاقت بخشنے والا، ہمارے دماغوں کو اس نہج پر چلانے والا، ہماری سوچوں کو روشن کرنے والا، ہماری کوششوں میں برکت ڈالنے والا، ایسا نصرت کرنے والا عطا فرما جو سلطان ہو جس میں یہ طاقت ہو کہ جب کسی کی مدد کرے تو اس کی مدد کامیابی اور قوت کے ساتھ کرے اور اس مدد کا نیک نتیجہ ظاہر ہو۔

پس آج کے خطبہ میں اور شاید اس کے بعد بھی ایک دو اور خطبوں میں میں جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے ہر فرد بشر کو جو احمدیت سے تعلق رکھتا ہے براہ راست یہ پیغام دیتا ہوں کہ آپ تبلیغ کریں اور تبلیغ اس طرح کریں جس طرح قرآن کریم میں ذکر فرمایا گیا ہے اور اس کی تفصیل میں کچھ اور باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

اس آیت میں جو عمومی تصویر کھینچی گئی ہے اسے ہم اُردو میں اس طرح پیش کر سکتے ہیں کہ تن من دھن کی بازی لگا دو اپنا سب کچھ اس راہ میں جھونک دو کچھ بھی باہر نہ رکھو۔ یہ وہ چیز ہے جو لگن سے تعلق رکھتی ہیں جیسے کسی چیز کی لو لگ جاتی ہے، کسی چیز سے انسان کو عشق ہو جائے۔ وہ کیفیت ہے جو بیان فرمائی گئی ہے اور یہ ایک مضمون نگاری نہیں بلکہ فی الحقیقت ہے یہی معنی ہیں اور اس کے سوا کوئی اور معنی نہیں بنتے ہیں جو اس آیت میں بیان فرمائے گئے کیونکہ عشق کے بغیر انسان نہ تو اپنا مال پیش کر سکتا ہے نہ جان پیش کر سکتا ہے۔کوئی پاگل تو نہیں ہو گیا کہ کسی کو اپنا سب کچھ دے دے، مال بھی دے دے اور جان بھی دے دے۔ یہ مضمون عشق سے تعلق رکھتا ہے اگر انسان محبت میں پاگل ہو تب ہی وہ ایسی حرکت کرتا ہے ورنہ کوئی سر پھرا تو نہیں کہ بے وجہ کسی کو اپنا مال بھی دے دے اپنی جان بھی اس

کے حضور حاضر کر دے جب فرمایا: مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ۔ تو دراصل کن معنوں میں انصار بننا تھا اس کا نقشہ پہلے ہی کھینچا گیا ہے اور اس کے بعد مسیح کا یہ پیغام دیا گیا تا کہ انسان خوب اچھی طرح سمجھ لے کہ جب میں نے خدا کی راہ میں مسیح کے انصار میں داخل ہونا ہے تو مجھ سے کیا توقع کی جاتی ہے۔ ناصر بننا کس کو کہتے ہیں؟ پہلے خوب سمجھایا گیا پھر مسیح کا دعویٰ پیش کیا گیا پھر مسیح موسوی کی قوم کا جواب پیش کیا گیا اور عملاً یہ صلائے عام دی گئی کہ اے محمد مصطفی ﷺ کے غلامو! مسیح موسوی سے اس کی قوم نے جو محبت اور عشق کا سلوک کیا تھا کیا تم مسیح محمدیؐ سے اس سے بڑھ کر محبت اور عشق کا سلوک نہیں کرو گے؟ اگر مسیح موسوی کے غلاموں نے بڑی شان کے ساتھ اور بڑی عاجزی کے ساتھ اور کامل خلوص اور صدق کے ساتھ خدا کی خاطر مسیح کے حضور اپنے اموال اور جانیں پیش کر دیئے تھے تو کیا تم بھی ایسا نہیں کرو گے یہ وہ سوال ہے جو اس میں مضمر ہے، اس میں شامل ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ ایک عشق کا نظارہ ہے۔

حضرت مسیحؑ کے انصار کے حالات پر آپ نظر ڈالیں تو واقعۃً یوں لگتا ہے جیسے وہ دیوانے ہو گئے۔ ایک وہ کیفیت تھی جب حضرت مسیحؑ صلیب کی آزمائش سے ابھی گزرے نہیں تھے۔ اس کیفیت میں آپ بعض دفعہ ان کے متعلق ایسے تبصرے بھی کر دیتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ایمان میں کوئی جلا نہیں تھی، کوئی خاص شان نہیں تھی، ایسے بھی تھے جنہوں نے دنیا کی لالچ میں مسیح پر لعنت بھیج دی۔ ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنی جان بچانے کی خاطر مسیح کو سولی پر لٹکوانا گوارا کر لیا لیکن میں بعد کی بات کر رہا ہوں۔ جب مسیح نے قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا تو اس وقت ان کے اندر ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوا ہے اور وہی انصار جو ڈرے ڈرے، چھپے چھپے کمزور دکھائی دیتے تھے انہوں نے پھر اتنی عظیم الشان قربانیاں پیش کی ہیں کہ تاریخ نبوت میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے دور کے سوا آپ کو کہیں ایسی عظیم الشان قربانیاں دکھائی نہیں دیں گی۔ تین سو سال کے عرصہ پر پھیلی ہوئی ایسی دردناک قربانیاں ہیں اور ایسی مستقل مزاجی رکھنے والی قربانیاں ہیں کہ جن میں کبھی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی کبھی کوئی کمزوری نہیں آئی ایک نسل بھی بعض دفعہ قربانیاں کرتے ہوئے تھک جاتی ہے اور یہ پوچھنا شروع کر دیتی ہے کہ کب خدا کی مدد آئے گی؟ کب ہمارے دن بدلیں گے؟ لیکن مسیح کی دعوت پر جن لوگوں نے نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کہا کہ ہم انصار اللہ ہیں انہوں نے اس وعدہ کا حق ادا

کر دیا اور جانیں دیں، جانوروں کے سامنے ڈالے گئے، درندوں کے سامنے ڈالے گئے، لوگ بڑے بڑے تھیٹرز میں اور تماشہ گاہوں میں بیٹھے ہوتے تھے اور ان کے سامنے پنجروں سے بھوکے شیر یا بیل یا اور قسم کے خوفناک جانور حضرت مسیحؑ کے غلاموں پر چھوڑے جاتے تھے کیونکہ وہ دنیا کی خاطر دین کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ ان کو پہلے ڈرایا جاتا تھا اور ان کی عاقبت کے بارہ میں خوب اچھی طرح خبردار کر دیا جاتا تھا بار بار ان کو سمجھایا جاتا تھا کہ توبہ کر لو اور مسیح کو چھوڑ و اور ہمارے خداؤں کے سامنے سر جھکاؤ ورنہ تمہارا یہ انجام ہوگا۔ یہ ساری باتیں سننے کے بعد یقین کرنے کے بعد وہ یہی کہا کرتے تھے۔ کہ ہم مسیح کو کبھی نہیں چھوڑیں گے جو چاہو کر لو اور اس کے نتیجہ میں پھر ان پر بڑے بڑے ابتلاء آئے ان کی سچائی کو طرح طرح سے آزمایا گیا اور یہ جو باتیں میں بیان کر رہا ہوں یہ حقیقت ہے اور اس میں کوئی بھی افسانہ نہیں یہ تاریخی حقائق ہیں کہ ان ایمان لانے والوں کمزوروں اور بھوکوں کو تماشہ گاہوں میں میدان کی طرف سے نکالا جاتا تھا اور دوسری طرف سے بھوکے شیروں یا بھیڑیوں یا اور درندوں کو چھوڑا جاتا تھا اور وہ آناً فاناً ان کو چیر پھاڑ کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کرتے تھے ان کی ہڈیوں کو جھنجھوڑتے تھے ان کے گوشت کو کھاتے اور ان کے خون کو پیتے تھے اور سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھتا تھا اور خوشی سے نعرے لگائے جاتے تھے کہ یہ مسیح کے ایک اور ماننے والے کو ہم نے اس بدانجام کو پہنچایا یہ ایک نسل کی بات نہیں دو نسل کی بات نہیں ایک سو سال میں کئی نسلیں گزر جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آئے ہوئے ابھی ایک سو سال ہوئے ہیں اور آپ دیکھیں کہ ہماری چوتھی پانچویں نسل بلکہ چھٹی نسل تک میں نے ایک خاندان میں گن کر دیکھے تھے اور یہ چھ نسلیں ایک سو سال کے اندر اندر پیدا ہوگئی ہیں تو تین سو سال تک کتنی نسلیں ہیں جنہوں نے کامل وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھایا ہے اور مسیح ناصریؑ سے وفا کی ہے۔ یہ مطلب ہے انصار اللہ بننے کا لیکن میں بعض دفعہ تعجب سے اور دُکھ سے دیکھتا ہوں کہ پاکستان سے بعض احمدی لکھ دیتے ہیں کہ اب تو حد ہوگئی کہ اب اور کتنی مدت تک خدا ہم سے انتظار کروائے گا؟ اتنی تکلیفیں پہنچ گئیں خدا کی مدد کیوں نہیں آتی۔ کیوں نقشے نہیں بدلتے، کیوں دشمن ہلاک نہیں ہوتا؟ میں حیرت سے دیکھتا ہوں اور میرا دل خون ہو جاتا ہے ان باتوں کو سن کر کہ تم نے مسیح مہدی سے وعدہ کیا ہے کہ ہم اپنی جان مال عزت سب کچھ پیش کر دیں گے اور جو اپنی جان دے دے اس کو پھر اس سے کیا غرض کہ میرے بعد کیا ہوگا یا میں کیا دیکھتا ہوں اور کیا

نہیں دیکھتا۔ اَنۡصَارُ اللّٰهِ جب کہہ دیا تو سب کچھ خدا کے سپرد کر دیا مسیح محمدیؐ کی طرف منسوب ہو کر سو سال نہیں صرف ایک نسل کی تکلیف برداشت کرتے ہوئے تم ہمت ہار دو تو کیا تمہیں زیب دیتا ہے کہ مسیح محمدیؐ کے انصار ہونے کا دعویٰ کرو۔

پس اس سورۃ الصّف میں ہمارے لئے ایک پوری تاریخ کھول کر بیان فرما دی گئی ہے ہمارا کیا کردار ہونا چاہئے، کن کن قربانیوں کی اللہ تعالیٰ ہم سے توقع رکھتا ہے کس عہد و پیمان کی ہم سے توقع رکھتا ہے اور پھر سابق مسیح کی طرف اشارہ کر کے پوری مسیحیت کی تاریخ کھول کر ہمارے سامنے رکھ دی اور بتایا کہ اس راہ میں یہ یہ ابتلاء آئیں گے، یہ یہ مشکلات پیش ہوں گی۔ ایک نسل کی فتح کا سوال نہیں، دو نسلوں کی فتح کا سوال نہیں تمہاری فتح کا زمانہ لمبا بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ایک وعدہ فرما دیا اور وہ وعدہ فَتۡحٌ قَرِیۡبٌ کا وعدہ ہے۔ یہ وہ پہلو ہے جو میں آپ کے سامنے خوب اچھی طرح کھولنا چاہتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا اس مضمون کو کھول کر بیان فرمایا ہے کہ اگرچہ مجھے مسیح ناصری سے تشبیہ دی گئی لیکن محمد ﷺ کی برکت سے میری تکلیفیں بھی کم کی گئی ہیں اور اسی نسبت سے تمہاری تکلیفیں بھی کم کی گئی ہیں۔

فرمایا اگر محمد مصطفیٰ ﷺ کی برکت نہ ہوتی تو میں بھی روئے صلیب ضرور دیکھتا کیونکہ میں واقعۃً مسیحؑ کا مثیل ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی برکت سے اور آپؐ کی دعاؤں کی برکت سے ہماری آزمائشوں کو چھوٹا بھی کر دیا اور آسان بھی فرما دیا ہے۔ پس آپ نے اس مضمون کو بھی خوب کھول کر بیان فرمایا کہ اگرچہ مسیحؑ کو تین سو سال کے بعد غلبہ عطا ہوا تھا اس لئے اگر مجھے اور میری جماعت کو بھی تین سو سال میں غلبہ عطا ہو تو کوئی تعجب یا اعتراض کی بات نہیں لیکن میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ محمد ﷺ کی برکت سے ہمارے غلبے کی مدت کو کم کر دیا جائے گا۔ وہ زمانہ جو قربانیوں کا زمانہ ہے وہ چھوٹا کر دیا جائے گا اور جزا کے زمانہ کو لمبا کر دیا جائے گا۔ پس فَتۡحٌ قَرِیۡبٌ نے یہاں یہ وعدہ کیا ہے کہ اے محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلامو! اگر تم یہ وعدہ پورا کرو اس تجارت کی طرف آجاؤ جس کی طرف ہم تمہیں بلاتے ہیں تو خدا تعالیٰ تمہاری فتح کے دن قریب کر دے گا اور تمہیں تین سو سال کے انتظار کی زحمت نہیں اٹھانی پڑے گی۔

پس اس وجہ سے میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ بات ایک معنوں میں ہمارے اختیار میں

ہے۔ بظاہر ہمارے اختیار میں کچھ بھی نہیں لیکن جن شرطوں کے ساتھ ہمیں خدا تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کے لئے ہمیں بلایا ہے اُن شرطوں کو پورا کرنا فی الحقیقت ہر انسان کے اختیار میں ہے ان معنوں میں اختیار میں ہے کہ اگر وہ خدا سے نصرت طلب کرتے ہوئے یہ عہد کرے کہ اے خدا! میں تیری راہ میں ناصر بننا چاہتا ہوں۔ میں اَنْصَارُ اللهِ میں شامل ہونا چاہتا ہوں تو پھر ضرور ہر انسان کے بس میں اور اختیار میں ہے کہ وہ خدا کے اَنْصَارُ میں ان معنوں میں شامل ہو جائے جن معنوں میں قرآن کریم نے یہ تفصیل بیان فرمائی ہے اور اگر ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نصرت کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے قریب کر دیا جائے گا تمہاری فتح کے دن قریب کر دیئے جائیں گے اور تمہیں اتنے لمبے انتظار کی زحمت گوارا نہیں کرنی ہوگی۔ پس جماعت احمدیہ کی ہر نسل جو گزر رہی ہے وہ ایک امکانی حالت سے گزر رہی ہے اور وہ امکانی حالت فتح کی طرف بلا رہی ہے۔ اگر ساری جماعت وہ کوشش کرے جس کا اس سورۃ میں ذکر ہے تو لازماً تمام دنیا کی فتح کا سہرا ایک نسل کے سر بھی لکھا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جن لوگوں نے نصرت کا وعدہ کیا وہ تعداد میں بہت تھوڑے تھے لیکن اس کثرت سے ان کو پھل لگے کہ دیکھتے ہی دیکھتے احمدیت کا پودا صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ ہندوستان سے باہر کے ممالک میں بھی نصب ہو چکا تھا اور صحابہ کی ایک بڑی جماعت پیدا ہوئی جس کی نسل میں سے اکثر احمدی آج دنیا میں موجود ہیں۔ میں نے تبلیغ کے ذریعہ پھیلاؤ کا جو جائزہ لیا ہے میں آپ کو یقین سے بتا سکتا ہوں کہ جس کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تبلیغ ہوئی اور جس کثرت سے جماعتیں اس زمانہ میں پھیلی ہیں اس کا عُشرِ عشیر بھی کبھی بعد میں نہیں ہوا۔

تمام صحابہؓ ثمر دار شجر تھے وہ شجر طیبہ بن چکے تھے جن سے ہر حالت میں پھل کے وعدے کئے گئے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم اعلان فرماتا ہے کہ وہ زمین میں مضبوطی کے ساتھ پیوستہ ہیں لیکن شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اور ہر موسم میں ان کو پھل لگتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کثرت سے ایسے صحابہؓ عطا ہوئے جو طیب درختوں کی صورت میں لہلہاتے رہے۔ پھولتے پھلتے رہے اور ہر موسم میں ان کو پھل لگتے رہے۔ اب جب میں قادیان گیا تو بہشتی مقبرہ میں گھوم پھر کے کتبات پڑھتا تھا ان میں سے بہت سے ایسے کتبات تھے جن سے مجھے یاد آ جاتا تھا کہ ہاں میں

نے بھی ان کو دیکھا ہوا ہے اس شکل وصورت کے تھے۔ یہ وہ بزرگ صحابیؓ تھے جو اس زمانے میں سادہ سے کپڑوں میں عام لباس میں غریبانہ چال کے ساتھ چلتے تھے اور ہم وہم بھی نہیں کر سکتے تھے کہ خدا کے حضور ان کا کتنا بڑا مرتبہ اور مقام ہے لیکن خدا نے ہمیں یہ سعادت عطا فرمائی تھی کہ ان پاک چہروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ پس ان قبروں پر گزرتے ہوئے دعائیں بھی کرتا تھا اور اپنی سعادت پر خدا کا شکر بھی ادا کرتا تھا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ وہ صحابہؓ ہیں جن کا انصار کی جماعت میں قرآن کریم میں ذکر موجود ہے۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے آخرین کو اوّلین سے ملایا تھا اور خدا نے ان سے اپنے وعدے پورے کئے۔ اتنی بڑی مخالفت کا طوفان تھا کہ آج پاکستان میں جو مخالفت ہو رہی ہے اُس مخالفت کے سامنے اس مخالفت کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں ملّاں پھرے اور ہندوستان سے لے کر عرب ممالک کے آخر تک انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف عناد اور دشمنی کی ایک آگ لگا دی اور بڑے فخر سے یہ اعلان کئے کہ ہم نے تمام دنیا میں اس شخص کے خلاف ایسی نفرت پیدا کر دی ہے کہ ایک آگ بھڑک رہی ہے جو اس کو خاکستر کر کے رکھ دے گی۔ تمام دنیا کے علماء نے اس کو دنیا کا بدترین انسان قرار دے دیا اور یہ فتویٰ دیا کہ اس کو مارنا، لوٹنا، قتل کرنا اس کی اولاد و جان عزت پر ہاتھ ڈالنا سب کچھ خدا کے نزدیک جائز ہے بلکہ باعث ثواب بن گیا ہے۔ اس کو اور اس کے ماننے والوں کو جس کے بس میں آئے جس طرح لوٹے، مارے، کوٹے، جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے۔ یہ دین کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی ایسا کرے گا تو خدا کے حضور بڑی عزت پائے گا۔ اس قسم کی آگ تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چاروں طرف بھڑکائی گئی۔ اس آگ کو گلزار بنانے والے وہ صحابہؓ تھے جگہ جگہ ابراہیمی طیور تھے جو پیدا کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کے ساتھ خدا نے اپنے سارے وعدے پورے کئے ورنہ آج آپ یہاں نہ ہوتے۔ آج آپ ہندوستان میں بھی نہ ہوتے کہیں آپکا وجود ممکن نہیں تھا کیونکہ جس قسم کی مخالفت اور ملیا میٹ کر دینے والی نفرتیں پھیلا دی گئی تھیں وہ ایسی نفرتیں تھیں کہ یوں لگتا تھا کہ نظریں لوگوں کو کھا جائیں گی۔ ان واقعات کو آپ پڑھیں جن مشکلات سے احمدی اس زمانہ میں گزرے ہیں تو آج بھی دل خون کے آنسو روتا ہے کہ کس طرح ان معصوموں کو کتنی بڑی بڑی تکلیفیں دی گئیں لیکن جب خدا نے فَتۡحٌ قَرِيۡبٌ فرمایا تو اس زمانہ کے لحاظ سے جو فتح ہوئی وہ بہت بڑی فتح تھی۔ احمدیت

کا ان خطروں سے بچ کر سلامت گزر جانا اور خزاں کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کثرت سے اشجار طیبہ عطا ہونا یعنی ایسے درخت عطا ہونا جو پھولنے پھلنے والے ہوں اور جن کو دنیا میں کوئی کاٹ نہ سکے، برباد نہ کر سکے، کوئی ان کو بے ثمر نہ بنا سکے۔ یہ نصرت کا وعدہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پورا ہوا۔

اب آپ کو نصرت کے دوسرے دور میں داخل کر دیا گیا ہے۔ اس دوسری صدی نے نصرتوں کا اور فتوحات کا ایک نیا باب کھولا ہے اور اس صدی کے سر پر کھڑے ہونے والوں کی ایک مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صدی کے سر پر کھڑے ہونے والے بزرگ صحابہؓ سے ملتی ہے اور یہ دور کئی معنوں میں نئی برکتیں لے کر دوبارہ آپ کے سامنے آیا ہے۔

پس اگر آپ انصار ہونے کا حق ادا کریں گے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ جان مال عزت جو کچھ بھی ہے خدا کے حضور پیش کریں گے اور ایک لگن لگالیں گے، ایک دھن سر پر سوار کر لیں گے کہ ہم نے ضرور احمدیت کو فتح یاب کرنا ہے اور دعوت الی اللہ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں کثرت سے لوگوں کو داخل کرنا ہے تو پھر نصرت کا وہ وعدہ جس کا سورہ نصر میں ذکر ہے کہ فوج درفوج لوگ داخل ہوں گے اس وعدے کو آپ اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھیں گے اور اگر ہم ان نصیحتوں پر عمل کریں جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے رکھی ہیں اور اس خلوص اور وفا کے ساتھ عمل کریں جس کی توقع کی جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہرگز بعید نہیں کہ اس صدی میں ہی تمام دنیا پر اسلام غالب آجائے۔ اس صدی کے آخر تک تو ہم میں سے شائد ہی کوئی پہنچے یعنی اگر ان میں سے پہنچے تو وہ بچے پہنچیں گے کہ جو میری بات کو سنیں بھی تو سمجھ نہیں سکتے۔

لیکن اس صدی میں کیا ہوگا ہم اپنی زندگیوں میں یہ ضرور دیکھ سکتے ہیں اگر ہم اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچا دیں اور جیسا کہ اس مضمون کا حق ہے منصوبہ بنائیں۔ صرف جماعتی منصوبہ نہ بنائیں بلکہ انفرادی منصوبے بنائیں، دعائیں کریں، جدوجہد کریں، دن رات اس کام میں اپنے دل کو لگائیں اور اپنے ذہنوں کی سب سے بڑی فکر یہ بنالیں تو مجھے یقین ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہر جگہ عظیم الشان انقلاب رونما ہونے شروع ہو جائیں گے اور ہم صرف وعدوں پر نہیں جئیں گے بلکہ ان وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ لیں گے جیسے بعض دفعہ برسات آنے سے پہلے ہوائیں چلتی ہیں جو بتا دیتی ہیں کہ برسات آنے والی ہے

پس آپ صرف ان ہواؤں کو ہی نہیں دیکھیں گے بلکہ پھر برسات کے ابتدائی چھینٹوں کو بھی دیکھ لیں گے اور کوئی بعید نہیں کہ بعض جگہ کے ملکوں میں وہ زور سے برستی ہوئی بارش کو بھی پالیں اور ایسا بعض جگہ ہونا شروع ہو چکا ہے۔ پس دنیا کے سب احمدیوں کو چاہئے کہ وہ اپنے مقام اور مرتبہ کو سمجھیں۔

گزشتہ جمعہ میں ان سعادتوں کا جو میں نے ذکر کیا تھا۔ اس کے متعلق مجھے خطوط آرہے ہیں اور احمدی جائز طور پر خدا کے حضور سربسجود ہیں کہ ان کا ذکر قرآن کریم میں اس رنگ میں فرمایا گیا اور یہ عظیم سعادت انہیں نصیب ہوئی کہ دنیا کو جمع کرنے کی بعض نئی صورتیں بھی انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ یہ سعادت تو ہمیں اللہ کی طرف سے نصیب ہوگئی لیکن اس سعادت کے پیچھے جو سعادتیں کثرت کے ساتھ ہماری منتظر ہیں ان کی طرف چل کر جانا ہوگا۔ وہ ایسی سعادتیں نہیں کہ آپ کسی وقت پیدا ہو جائیں اور اتفاقاً وہ سعادتیں آپ تک پہنچ جائیں۔ وہ ایسی سعادتیں ہیں کہ جن کی طرف چل کر جانا ہوگا۔ کچھ پھلوں کو لینے کے لئے ہاتھ بڑھانا ہوں گے، کچھ تو کوشش کرنی ہوگی اس کوشش اور جدوجہد کی طرف میں آپ کو بلاتا ہوں اور آخر پر انہی الفاظ میں بلاتا ہوں جن الفاظ میں مسیح ناصری نے اپنے ماننے والوں کو خدا کی راہ میں قربانیاں کرنے کے لئے بلایا تھا اور جو دراصل مسیح محمدی ﷺ کی آواز تھی جو آغاز میں مسیح ناصریؑ کے ذریعے اٹھائی گئی۔ مسیح ناصریؑ کے ذریعہ جو انصار پیدا ہونے تھے ان کو تمام دنیا کو ایک جگہ جمع کرنے کی سعادت نصیب نہیں ہونی تھی لیکن مسیح محمدیؑ کے ذریعے انصار اللہ کا جو نیا دور چلنا تھا ان کو تمام دنیا کی فتوحات کی بشارتیں دی گئی ہیں۔ پس انہی الفاظ میں مَیں آپ کو پھر مسیح محمدیؑ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں اس منصب پر فائز ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے جس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے فائز فرمایا ہے اور آپ کو خدا کی طرف نصرت کے لئے بلاتا ہوں اور یہ اعلان کرتا ہوں۔ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ کون ہے جو میرے انصار کی جماعت میں داخل ہو اللہ کی خاطر یعنی مسیح موعود علیہ السلام کے انصار کی جماعت میں اللہ کی خاطر داخل ہو۔ اسی اسلوب میں اسی طرز میں، انہی اداؤں کے ساتھ جن اداؤں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اگر آپ سچے دل سے اس آواز پر لبیک کہیں گے تو میں آپ کو فَتۡحٌ قَرِیۡبٌ کی خوشخبری دیتا ہوں اور کوئی نہیں ہے جو اس خوشخبری کو ٹال سکے۔ آمین